تبصرے

Muslim Conduct of State	از جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب پروفیسر قانون جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن تقطیع متوسط ٹائپ جلی اور روشن ضخامت ۳۵۲ صفحات قیمت

معلوم نہیں۔ پتہ شیخ محمد اشرف کشمیری بازار لاہور۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب ہمارے ملک کے اُن قابل فخر افاضل میں سے ہیں جو علوم جدیدہ میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کے ساتھ اسلامی نظام سیاست واحکام میں محققانہ اور وسیع نظر رکھتے ہیں۔ پھر بڑی بات یہ ہے کہ دل اور دماغ کے اعتبار سے بھی پکے اور سچے مسلمان ہیں۔ آپ کی متعدد تصنیفات اور مقالات عربی۔ انگریزی۔ فرنچ اور اردو میں شائع ہو کر ہندوستان اور اس سے زیادہ بیرونی ممالک کے علمی حلقوں میں بڑی وقعت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھے گئے ہیں زیر تبصرہ کتاب میں جو در اصل کتاب کا دوسرا اڈیشن ہے۔ موصوف نے امن۔ جنگ اور غیر جانبداری سے متعلق اسلام کے بین الاقوامی قوانین واحکام پر بڑی فاضلانہ اور محققانہ بحث کی ہے۔ کتاب چار حصوں پر تقسیم ہے اور ہر حصہ میں متعدد ابواب ہیں۔ پہلے حصہ میں بین الاقوامی قانون کی تعریف۔ ابتدائی مصطلحات موضوعات بحث۔ مقاصد اور اسلامی قوانین بین الاقوامی کے مآخذ اور اصول پر بحث ہے۔ دوسرے حصہ میں زمانۂ امن کے بین الاقوامی، اقتصادی۔ سیاسی۔ معاشرتی اور تجارتی معاملات وتعلقات پر گفتگو کی گئی ہے۔ تیسرا حصہ اُن بین الاقوامی مسائل وامور سے متعلق ہے جو بزمانۂ جنگ پیش آتے ہیں۔ اس میں جنگ کی تعریف اور اس کی قانونی شکلیں بیان کرنے کے بعد تفصیل سے یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام میں جنگ قانوناً کب جائز اور بعض اوقات ضروری ہوتی ہے پھر جب جنگ چھڑ جاتی ہے

تو اس میں کن کن امور کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ جن لوگوں سے جنگ لڑی جاتی ہے ان کے مختلف حالات اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے تعلقات کی مختلف نوعیتوں کے اعتبار سے دوران جنگ میں اور اس کے بعد اُن کے ساتھ اور ان کے ملک کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہئے۔ اس سلسلہ میں باغی مسلمان کافر راہزن۔ بحری ڈاکو۔ ذمی۔ حربی۔ غلامی۔ تاوانِ جنگ ٹیکس۔ صلح۔ قیدیوں کا تبادلہ وغیرہ یہ سب مسائل زیرِ بحث آگئے ہیں۔ حصۂ آخر غیر جانبداری کے شرائط اور اس کے قوانین و احکام کے لئے وقف ہے۔ اس کے بعد ضمیمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض خلفاء صحابہ کرام کے خاص خاص احکام سے متعلق نہایت قیمتی فرامین کی نقلیں ہیں اور پھر کتاب کے ماخذ کی فہرست اور اعلامیہ و اشاریہ ہیں۔

کتاب میں جزئی اعتبار سے کہیں کہیں کلام کرنے یا اضافہ و ترمیم کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ مثلاً صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے "اگر کسی خلیفہ راشد کا عمل کسی عام مروج حدیث کے خلاف ہو تو سمجھنا چاہئے کہ خلیفۂ راشد کے پاس ضرور کوئی حدیث ہے"۔ اس کے بعد مصنف لکھتے ہیں کہ یہ نظری طور پر تو صحیح ہے لیکن مجھے اس سلسلہ کا کوئی قطعی واقعہ معلوم نہیں" گذارش یہ ہے کہ اس طرح کے متعدد واقعات کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن کی طرف موصوف کا ذہن منتقل نہیں ہو سکا۔ مثلاً فاطمہ بنت قیس رض کی حدیث دربارہ مطلقہ کو حضرت عمر رض کا رد کر دینا اور اقرع بن حابس کو تالیفِ قلب کی بنا پر زکوۃ دینے سے انکار کر دینا بہر حال اس میں شبہ نہیں کتاب بحیثیتِ مجموعی نہایت فاضلانہ اور محققانہ ہے اور مصنف کی آرزو اور غرض تصنیف کے مطابق اس لائق ہے کہ اس کو اسلام کی طرف سے یورپ کے سامنے پیش کیا جائے اور اس حقیقت پر غور کرنے کی دعوت دی جائے کہ گذشتہ جنگِ عظیم کے بعد مغرب کے بین الاقوامی قوانین میں جس تغیر و تبدل کی عام ضرورت محسوس کی جا رہی ہے آیا اسلام کا یہ قانون اس ضرورت کو پورا کرتا ہے یا نہیں؟ فجزاہ اللہ عن المسلمین جزاءً خیراً۔